خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

تیسرا پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

تیسرا پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴿﴾

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْھُمْ مَّنْ کَلَّمَ اللّٰہُ وَرَفَعَ بَعْضَھُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِھِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَلٰکِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْھُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْھُمْ مَّنْ کَفَرَ وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ﴿﴾

آیت ۲۵۳

انسان مجبورِ محض نہیں

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے شرفِ ہمکلامی عطا فرمایا۔ حضرت عیسیٰؑ کو اللہ نے واضح معجزات عطا فرمائے اور حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ اُنہیں مصلوب ہونے سے محفوظ رکھا۔ رسولوں کے آنے کے بعد اگر اللہ چاہتا تو زبردستی تمام انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیتا۔ اِس کے برعکس اُس نے انسانوں کو اختیار دیا ہے۔ کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ نے کفر کیا۔ پھر اُن کے درمیان باہم تصادم ہوتا رہا۔ انسان کو ملنے والے اختیار ہی کی بنیاد پر روزِ قیامت اُس سے باز پرس ہوگی۔

آیت ۲۵۴

نجاتِ اخروی کے لیے چور دروازوں کی نفی

اِس آیت میں اہلِ ایمان کو آخرت میں نجات کے حصول کے لیے اللہ کے دیے گئے رزق میں سے نیک مقاصد کے لیے خرچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ روزِ قیامت کوئی

لین دین، کوئی رشتہ داری اور کوئی سفارش کام نہ آئے گی۔ اب جو شخص آخرت کی تیاری کے لیے خرچ نہ کرے وہ اللہ کے اِس حکم کا حقیقی اعتبار سے کافر ہے اور درحقیقت اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔

آیت ۲۵۵

آیت الکرسی ...... توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ

یہ آیت توحیدِ باری تعالیٰ کا خزانہ ہے اور ترمذی شریف کی ایک روایت کے مطابق قرآنِ حکیم کی تمام آیات کی سردار ہے۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ کی بارہ صفات بیان کی گئی ہیں:

1- اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

2- وہ بذاتِ خود زندۂ جاوید ہے۔

3- وہ دوسروں کو بھی زندہ رکھنے والا ہے۔

4- اُس کی حیات اُونگھ یا نیند کے ذریعہ کسی آرام کی محتاج نہیں۔

5- آسمان و زمین کی ہر شے کا وہی مالک و مختار ہے۔

6- اُس کی بارگاہ میں کوئی کسی کے حق میں سفارش نہیں کر سکتا مگر اُسی کی اجازت سے۔

7- اللہ تمام انسانوں کے سابقہ، موجودہ اور آئندہ ہونے والے اعمال سے بذاتِ خود واقف ہے۔ کوئی کسی کے اعمال کی غلط رپورٹنگ کو اس کے لیے اللہ کے ہاں سفارش کا جواز نہیں بنا سکتا۔

8- انسان اللہ کے علم میں سے صرف اتنا حصہ پا سکتے ہیں جتنا وہ چاہے۔

9- اُس کا اقتدار تمام آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔

10- آسمانوں اور زمین کی حفاظت و نگرانی اُسے تھکانے والی نہیں۔

11- وہ انتہائی بلند و بالا ہے۔

12- وہ بڑی عظمتوں کا حامل ہے۔

آیات ۲۵۶ تا ۲۵۷

کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کے انفرادی اعتبار سے کسی انسان کو مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ البتہ اجتماعی طور پر غلبہ اللہ کے دین کا اور نفاذ شریعتِ اسلامی کا ہوگا۔ اللہ نے دینِ اسلام کی حقانیت اور دیگر مذاہب کا باطل ہونا واضح کر دیا ہے۔ اب جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ کے ساتھ رشتہ جوڑے اُس نے ایک ایسے مضبوط سہارے کو تھام لیا جو چھوٹنے والا نہیں۔ طاغوت ایک ایسا کردار ہے جو فاسق سے بھی بدتر ہے۔ اللہ کا نافرمان فاسق کہلاتا ہے جبکہ اللہ کا دشمن اور اللہ کے مقابلہ میں اپنی مرضی اور قانون جاری کرنے والا طاغوت کہلاتا ہے۔ فرعون، نمرود، آج کی مادر پدر آزاد اسمبلیاں یا من مانے فیصلے کرنے والے آمر طاغوت ہیں۔ اللہ طاغوت کے خلاف بغاوت کرنے والے مومنوں کا حامی و ناصر بن جاتا ہے اور اُنہیں مسلسل گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف رہنمائی عطا فرماتا رہتا ہے۔ اِس کے برعکس اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کے ساتھی طاغوت ہوتے ہیں جو مسلسل اُنہیں گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ بدنصیب ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلنے والے ہیں۔

آیت ۲۵۸

نمرود پر اتمامِ حجت

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ کے نمرود جیسے طاغوت کے ساتھ اُس کے دربار میں مکالمہ کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اُس طاغوت کو رب ماننے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میرا رب اللہ ہے جس کے اختیار میں موت اور زندگی ہے۔ نمرود نے کہا کہ یہ میرا اختیار ہے جسے چاہوں سزائے موت دوں اور جسے چاہوں بری کر دوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک بلیغ دلیل کے ذریعہ نمرود پر حجت تمام کر دی۔ آپؑ نے فرمایا میرا رب سورج کو مشرک سے طلوع فرماتا ہے۔ تم اِسے مغرب سے نکال کر دکھاؤ۔ اِس بات کو سنکر نمرود ششدر اور لاجواب ہو گیا۔ اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔

آیت ۲۵۹

اللہ مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟

اِس آیت میں ایک ایسے تجربہ کا ذکر ہے جس سے حضرت عزیرؑ کو گزارا گیا۔ 587 ق م میں جب بیت المقدس کو بخت نصر نے تخت وتاراج کر دیا تو اُس اجڑے ہوئے شہر کو دیکھ کر حضرت عزیرؑ بے اختیار پکار اٹھے کہ اللہ دوبارہ اِس مُردہ بستی کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ نے اُنہیں ایک سو برس کے لیے سلا دیا۔ جب بیدار ہوئے تو اُن کا کھانا اور مشروب اپنی اصل حالت میں تھے جبکہ سواری کا گدھا نہ صرف مر چکا تھا بلکہ اُس کی ہڈیاں بھی چورہ چورہ ہو چکی تھیں۔ اللہ نے حضرت عزیرؑ کے سامنے گدھے کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ حضرت عزیرؑ پکار اٹھے کہ میں حق الیقین کے درجہ میں جان گیا کہ اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اِس تجربہ سے اُنہیں تحریک ہوئی کہ کیوں نہ میں بھی بنی اسرائیل کے مُردہ جسم میں جان ڈالوں اور اُن کا دین سے تعلق زندہ کر دوں۔ اُنہوں نے محنت کی اور اللہ تعالیٰ نے پھر سے بنی اسرائیل کو ایک زندہ قوم بنا دیا۔

آیت ۲۶۰

حضرت ابراہیمؑ کے لیے اطمینانِ قلب کا سامان

اِس آیت میں حضرت ابراہیمؑ اطمینانِ قلب کے لیے اللہ سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ مُردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ نے فرمایا کہ چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کرو، پھر اُنہیں ذبح کر کے اُن کے ٹکڑے مختلف پہاڑوں پر رکھ دو۔ اب اُنہیں آواز دو۔ اُن کے ٹکڑے باہم ملیں گے، وہ زندہ ہوں گے اور تمہاری طرف اڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

آیات ۲۶۱ تا ۲۷۳

انفاق فی سبیل اللہ کے بیان پر قرآن حکیم کا نقطۂ عروج

اِن آیات میں انفاق فی سبیل اللہ کے حوالے سے **13** پہلوؤں کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا گیا:

1- اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر **700** گنا عطا کیا جائے گا۔ پھر اللہ جس کے لیے چاہے گا اجر کو مزید بڑھا دے گا۔

2- خرچ کرنے کے بعد احسان جتلانے یا کسی پر طنز کرنے سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔ اِس سے تو بہتر ہے کہ انفاق کیا ہی نہ جائے۔

3- انفاق کا مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کا حصول ہونا چاہیئے۔ جو دکھاوے کے لیے انفاق کرتا ہے گویا وہ نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔

4- انفاق کرنے کے بعد دکھاوا کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے ایسی چٹان پر بیج ڈال دیے جس پر گرد پڑی ہوئی تھی۔ بارش نہ صرف گرد بلکہ بیج بھی بہا کر لے گئی۔ فائدہ کیا حاصل ہوتا بلکہ بیج کی صورت میں لگایا گیا سرمایہ بھی ڈوب گیا۔

5- اللہ کی رضا اور خود کو دین پر ثابت قدم رکھنے کے لئے خرچ کرنے والوں کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے اونچے مقام پر زراعت کی۔ عام بارش سے بھی فصل حاصل ہوئی اور زوردار بارش سے تو فصل دوچند ہوگئی۔ جتنا خلوص ہوگا اتنا ہی انفاق کا اجر زیادہ ہوگا۔

6- انفاق کے بعد احسان جتانے، طعنہ دینے اور ریاکاری کرنے والوں کی مثال اُس بوڑھے باغبان کی سی ہے کہ جس کا باغ عین بڑھاپے میں برباد ہو جائے۔ اُس کی اولاد ناتواں ہے اور اُس کے لیے فوری طور پر دوسرا باغ لگانا ممکن نہیں۔ بدنصیب باغبان کو جو حسرت بڑھاپے میں ہوئی، اُس سے زیادہ بڑی حسرت خلوص کے ساتھ انفاق نہ کرنے والوں کو روزِ قیامت ہوگی۔

7- اللہ کی راہ میں بہترین شے پیش کرنی چاہیئے۔ ایسی ردی شے نہیں جو انسان کے لیے خود بھی ناقابلِ قبول ہو۔

8- شیطان انسان کو فقر سے ڈرا کر بخل کی طرف مائل کرتا ہے۔ البتہ بے حیائی کی طرف لے جا کر بیہودہ فیشن، تقریبات اور تفریحات پر پیسہ ضائع کرا دیتا ہے۔ اِس کے برعکس اللہ انسان سے انفاق کرنے کی صورت میں دنیا میں وسعت اور آخرت میں بخشش کا

وعدہ فرماتا ہے۔

9- روپیہ پیسہ کے مقابلہ میں زیادہ بڑی دولت حکمت یعنی اشیاء کی حقیقت کو دیکھنے کی باطنی بصیرت ہے۔ جسے یہ نعمت مل جائے اُسے تو سب سے بہترین دولت ہاتھ آ گئی :

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

10- صدقات اگر علی اعلان کیے جائیں تا کہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو تو اچھی بات ہے، البتہ زیادہ محفوظ راستہ یہ ہے کہ یہ سعادت رازداری سے حاصل کی جائے۔ تا کہ دکھاوے کا امکان نہ رہے۔

11- انفاق فی سبیل اللہ کے اہم ترین حقدار وہ خوددار فقراء ہیں جنہوں نے دین کی خدمت کی خاطر ترکِ معاش اور اختیاری فقر برداشت کر رکھا ہے۔ وہ کسی سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے لیکن اُن کے چہرے اُن کے ضرورت مند ہونے کی عکاسی کرتے ہیں۔

12- یہ حقیقت بار بار بیان کی گئی ہے کہ انفاق کا مقصد صرف اللہ کی رضا کا حصول ہونا چاہیے۔ ایسا انفاق انسان ہی کے بھلے کے لیے ہے۔ اِس سے اُس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اُسے بھرپور اجر عطا کیا جائے گا۔

13- نبی کریم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ آپ ﷺ نے کھول کھول کر حق لوگوں پر واضح کر دیا ہے۔ اب یہ اللہ کا اختیار ہے جسے چاہے ہدایت کی توفیق بخشے اور وہ آپ ﷺ کے واضح کردہ حق کو قبول کر کے اِس کی پیروی کرے۔

آیات ۲۷۴ تا ۲۷۶

فاضل سرمایہ کا اعلیٰ اور گھٹیا استعمال

آیت **274** میں فاضل سرمایہ کا اعلیٰ ترین استعمال یہ بتایا گیا کہ اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جائے۔ اِس کا بھرپور بدلہ روزِ قیامت حاصل ہوگا۔ آیات **275** اور **276** میں بیان کیا گیا کہ فاضل سرمایہ کا بدترین استعمال یہ ہے کہ اُسے سود حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جائے۔ سود کھانے

والے روزِ قیامت پاگلوں کی طرح مارے مارے پھر رہے ہوں گے۔ وہ طنزیہ طور پر کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ کی طرف سے سود کی حرمت کے اعلان کے بعد جو اِس جرم سے باز آ گیا اُس کا سابقہ معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔ البتہ جس نے سود کا لین دین جاری رکھا وہ ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کا ایندھن ہوگا۔ سود سے دنیا میں خباثتیں پھیلتی ہیں جبکہ صدقات سے معاشرہ میں پاکیزہ جذبات پروان چڑھتے ہیں اور اللہ کی برکات کا ظہور ہوتا ہے۔

آیت ۲۷۷

نماز اور زکوۃ معاملات کی درستگی کا ذریعہ

اِس آیت میں سود کی حرمت کے بیان کے دوران نماز اور زکوٰۃ کا ذکر وارد ہوا ہے۔ یہ بات آیت **238** کے حوالے سے پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ نماز اللہ کو اور آخرت کی جوابدہی کو یاد رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ انسان کو برائی اور بے حیائی سے روک دیتی ہے۔ اللہ کے سامنے بار بار اِس بات کا اقرار کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ (ہم تیری ہی بندگی کریں گے) انسان کو معاملات میں اللہ کی نافرمانی سے بچاتا ہے۔ زکوٰۃ کی عبادت انسان کا تزکیہ کرتی ہے یعنی دل سے مال کی محبت کو نکال دیتی ہے جو سود کے کھانے کا اصل سبب ہے۔

آیات ۲۷۸ تا ۲۸۰

عملی اعتبار سے بدترین گناہ سود

آیت **278** میں سود لینے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا گیا۔ آیت **279** میں وعید سنائی گئی کہ اگر تم سود لینے سے باز نہیں آتے تو پھر تمھارے ساتھ اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔ گویا جس طرح عقیدہ کے اعتبار سے شرک بدترین گناہ ہے اِسی طرح عملی اعتبار سے سود خوری بدترین جرم ہے۔ ایک حدیثِ نبوی ﷺ میں اِس جرم کی شناعت یوں بیان کی گئی :

اَلرِّبٰوا سَبۡعُوۡنَ حُوۡ بًااَیۡسَرُھَا اَنۡ یَّنۡکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ (ابن ماجہ)

''سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں۔ اُن میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے

اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا''۔

سود سے توبہ کے بعد انسان کا حق صرف اُس کے اصل مال پر ہے۔ مقروض اگر اصل زر واپس کرنے پر قادر نہ ہو تو اُسے آسودگی کے حصول تک مہلت دینی چاہیے۔ البتہ قرض پر دیے ہوئے مال کا اعلیٰ ترین استعمال تو یہ ہے کہ اگر مقروض قرض ادا نہیں کر پا رہا تو اُسے معاف ہی کر دیا جائے اور اپنے لیے عظیم اجرِ آخرت کا ذریعہ بنایا جائے۔

آیت ۲۸۱

آخرت میں جوابدہی کا احساس ......عمل کی اصلاح کا ذریعہ

بعض روایات کے مطابق یہ آخری آیت ہے جو نبی اکرم ﷺ پر نازل ہوئی۔ اِس آیت میں یہ حقیقت دوٹوک انداز میں بیان کر دی گئی کہ اُس دن کا احساس کرتے ہوئے ڈرد جب تمہیں اللہ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور ہر انسان کو اُس کے کیے کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا۔ یہ احساس ہی انسان کو دنیا میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے اور حلال و حرام کی تمیز کرنے پر کاربند رکھتا ہے۔

آیت ۲۸۲

ادھار معاملہ کے حوالے سے ہدایاتِ قرآنی

یہ پورے قرآن مجید کی طویل ترین آیت ہے۔ اِس آیت میں ادھار معاملہ کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں :

1- ادھار ہمیشہ یک طرفہ ہونا چاہیئے، یعنی جنس پوری دے دی جائے یا قیمت پوری ادا کر دی جائے۔

2- ادھار معاملہ میعادی ہونا چاہیئے یعنی ایک طے شدہ مدت کے لیے ہو۔

3- معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے۔

4- معاملہ کی تحریر وہ قلمبند کرائے جس پر قرض کا بوجھ آ رہا ہے۔ اگر وہ معذور ہے تو اُس کی طرف سے ولی یہ کام سرانجام دے۔

5- تحریر واضح ہو اور اُس میں مبہم اسلوب اختیار نہ کیا جائے۔

6- باہمی رضامندی سے دو مسلمان مردوں کو معاملہ پر گواہ بنایا جائے۔ اگر دو مرد دستیاب نہ ہوں تو ایک مرد اور دو خواتین کو گواہ بنالیا جائے تاکہ بوقت ضرورت جب گواہی دینی پڑے تو مردوں کے سامنے ایک خاتون کی مدد کے لیے دوسری خاتون موجود ہو۔

7- جب بھی باہم معاہدہ ہو گواہی کی یہ صورت قائم کرنی چاہیئے۔

8- گواہوں کو جب بھی طلب کیا جائے وہ ضرور حاضر ہوں۔

9- فوری لین دین میں اگر معاملہ نہ لکھا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔

10- لکھنے والا اور گواہ کسی فریق کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی کوئی فریق اِن دونوں کو نقصان پہنچائے۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنے فاسق ہونے کا ثبوت دے گا۔

آیت ۲۸۳

رہن کے حوالے سے ہدایت اور گواہی چھپانے کی مذمت

اِس آیت میں ہدایت دی گئی کہ اگر ادھار معاملہ کو ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نہ ہو تو مقروض کوئی شے گروی رکھ سکتا ہے۔ البتہ گروی رکھی گئی شے میں خیانت یا اُس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ پھر اگر کسی نے کوئی شے گروی رکھے یا معاملہ کو تحریر میں لائے بغیر کسی کو قرض دے دیا تو اب قرض لینے والے کو قرض دینے والے کے اعتماد پر پورا اترنا چاہیئے۔ اِس آیت میں دوسری ہدایت یہ دی گئی کہ گواہی کو نہ چھپاؤ۔ جو کوئی یہ حرکت کرے گا وہ ضمیر کا مجرم ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ معاملات کی اصل حقیقت کیا ہے؟ یہاں گواہی چھپائی گئی تو آخرت میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

آیت ۲۸۴

اللہ کے ہاں ہر عمل کا محاسبہ ہوگا

یہ آیت انسان کو لرزا دینے والی ہے۔ اِس آیت میں فرمایا گیا کہ انسان کسی معاملہ کو ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے اللہ حساب لے کر رہے گا۔ پھر اللہ کا اختیار ہے جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ بعض ایسے خوش نصیب بھی ہوں گے جن کے اعمال کا حساب تو لیا جائے

گا لیکن اُن کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ابنِ کثیرؒ نے صحیح بخاری کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایمان والے کو اپنے پاس بلائے گا۔ یہاں تک کہ اپنا بازو اُس پر رکھ کر اُسے چھپا دے گا۔ پھر اُس سے کہے گا۔ بتا تو نے فلاں فلاں گناہ کیا؟ فلاں فلاں گناہ کیا؟ وہ غریب اقرار کرتا جائے گا جب بہت سے گناہ ہونے کا اقرار کرلے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔سن دنیا میں بھی میں نے تیرے اِن گناہوں کی پردہ پوشی کی اور آج بھی میں اِن تمام گناہوں کو معاف فرمادیتا ہوں۔اب اُسے اس کی نیکیوں کا صحیفہ اُس کے داہنے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔البتہ کفار و منافق کو تمام مجمع کے سامنے رسوا کیا جائے گا اور اُن کے گناہ ظاہر کیئے جائیں گے اور پکارا جائے گا کہ یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر تہمت لگائی، اِن ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

آیات ۲۸۵ تا ۲۸۶

عرشِ الٰہی کے دو خزانے

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات عرش الٰہی کے دو خزانے ہیں جو معراج کی شب آسمان پر نبی کریم ﷺ کو تحفتاً عطا کیے گئے (مسندِ احمد)۔آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ البقرۃ کی آخری دو آیتوں کو رات کو پڑھ لے تو یہ اِس کی حفاظت کے لیے کافی ہیں (بخاری)۔آیت **285** میں اہلِ ایمان کو اعزاز بخشا گیا کہ اُن کا ذکر اللہ کے حبیب ﷺ کے ہمراہ کیا گیا۔اللہ کے رسول ﷺ اور اہل ایمان اللہ، اُس کے فرشتوں اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے۔اُنہوں نے کسی ایک رسول کا بھی انکار نہیں کیا۔اُن سب نے اللہ کے سامنے اپنی وفا شعاری کا اظہار اِن الفاظ میں کیا کہ :

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ

''اے ہمارے رب ہم نے آپ کے فرامین کو سنا اور آپ کا کہا مان لیا۔ہم آپ سے آپ کی بخشش کا سوال کرتے ہیں اور ہمیں آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

آیت **286** میں رحمت کی نوید ہے کہ اللہ ہر انسان سے اُس کی صلاحیت اور حالات کے موافق ہی باز پرس کرے گا۔انسان کی نیکی اُسی کے کام آئے گی اور گناہ کا وبال بھی اُسی پر پڑے گا۔

آیت کے آخر میں ایمان افروز دعائیں سکھائی گئیں ہیں:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَآ ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿﴾

''اے ہمارے رب! ہم سے جو خطا یا بھول چوک ہوئی اِس پر ہماری پکڑ نہ فرمانا۔ اے ہمارے رب! ہمیں اُن آزمائشوں سے دوچار نہ کرنا جن سے ماضی میں اہلِ ایمان دوچار ہوتے رہے۔ اے ہمارے رب! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کو برداشت کرنے کی ہم میں سکت نہ ہو۔ ہمیں معاف فرمادے۔ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرما۔ ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا حامی وناصر ہے پس کافروں کے مقابلہ میں ہمارے مدد فرما''۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ ہر دعا کے جواب میں اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے کہ **قَدْ فَعَلْتُ** یعنی میں نے یہ دعا پوری کردی :

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

نوٹ فرمایئے کہ جن لوگوں کی کافروں سے دوستیاں ہوں یا جو لوگ کافروں کے اتحادی ہوں کیا وہ مذکورہ بالا دعا خلوص سے کرسکتے ہیں۔ بلاشبہ علم رکھ کر بے عمل ہونا انسان کو مناجات کی لذت سے محروم کردیتا ہے۔

سورۂ آلِ عمران

تلاوت کرنے والے کو غنی کرنے والی سورۂ مبارکہ

سورۂ آلِ عمران کی عظمت کے حوالے سے ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

مَنْ قَرَءَ اٰلَ عِمْرَانَ فَهُوَ غَنِيٌّ (سنن دارمی)

''جس نے سورۂ آلِ عمران پڑھی پس وہ غنی ہے''۔

اِس سورہ ٔ مبارکہ کی ابتدائی آیات اُس وقت نازل ہوئیں جب نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی اکرم ﷺ سے اپنے عقائد کے حوالے سے بحث کرنے کے لیے آیا تھا۔

سورہ ٔ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ :

آیات 1-32	تمہیدی مضامین
آیات 33-63	عیسائیوں کے گمراہ کن تصورات کی نفی
آیات 64-101	تحویلِ امت کا مضمون
آیات 102-120	اہلِ ایمان کے لیے جامع ہدایات اور اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی
آیات 121-180	غزوۂ احد کے حالات پر تبصرہ۔
آیات 181-200	اہلِ کتاب کے گمراہ کن تصورات کی نفی اور اہلِ ایمان کے لیے اہم ہدایات

آیات ۱ تا ٦

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کا بیان

اِن آیات میں معبودِ برحق یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ صفات بیان کی گئی ہیں جن سے عیسائیوں کے الوہیتِ عیسیٰؑ کے من گھڑت عقیدے کی نفی ہوتی ہے۔معبودِ برحق کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی گئیں ہیں :

1- اللہ ہی وہ معبود حقیقی ہے جو بذاتِ خود زندہ ٔ جاوید ہے۔

2- وہ دوسروں کو بھی زندہ رکھنے والا ہے۔

3- اُس نے لوگوں کی ہدایت کے لیے پہلے تورات وانجیل نازل فرمائی اور اب قرآن نازل کیا جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور حق وباطل میں فرق کرنے کی کسوٹی ہے۔

4- اللہ اپنی آیات کا انکار کرنے والوں کو عذابِ شدید سے دوچار کرے گا۔

5- کائنات کی کوئی شے اللہ سے مخفی نہیں۔

6- اللہ تعالیٰ رحمِ مادر میں جس طرح چاہتا ہے انسان کی صورت گری کرتا ہے۔
7- اللہ تعالیٰ ذبردست ہے لیکن اُس کے ہر فیصلہ میں حکمت ہے۔
کیا مذکورہ بالا صفات حضرت عیسیٰؑ میں تھیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ معبود نہیں بلکہ اللہ کے بندے اور رسول تھے۔

آیات ۷ تا ۹

فتنہ پیدا کرنے والوں کا طرزِ عمل

قرانِ حکیم میں دو طرح کی آیات ہیں۔ ایک محکم جن کو سمجھنا ہمارے لیے آسان ہے۔ دوسری متشابہات جن کا فہم ہمارے لیے مشکل ہے۔ جن لوگوں کے دلوں میں ٹیڑھ ہوتی ہے، اُن کی ساری توجہ متشابہات پر ہوتی ہے، تاکہ اُن کا خود ساختہ مفہوم بیان کر کے کوئی ایسی نئ بات کریں جو امت کے متفقہ امور کے برعکس ہو تا کہ اِس سے انتشار پیدا ہو اور ایک فتنہ برپا ہو جائے۔ اللہ ہمیں ایسے متجددین کے شر سے محفوظ فرمائے اور سلف صالحین کے ساتھ چمٹے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بقول اقبال :

زاجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

اللہ کے محبوب بندے آیاتِ متشابہات کی حقیقت کا کھوج لگانے کے بجائے توجہ آیاتِ محکمات پر مرکوز رکھتے ہیں۔ وہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ پورا کلام اللہ کی طرف سے ہے اور ہماری عقل اِس کا احاطہ کر سکے یا نہ کر سکے ہم ہر صورت میں اِس پر ایمان رکھتے ہیں۔ آیت **8** میں اللہ نے ایمان افروز دعا سکھائی ہے :

رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۸﴾

" اے رب ہمارے ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر دینا اِس کے بعد کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں عطا فرما اپنے پاس سے رحمت۔ بے شک تُو تو ہے ہی عطا فرمانے والا"۔

آیات ۱۰ تا ۱۳

کفار کے لیے وعید

اِن آیات میں اللہ نے کفار کے متعلق فرمایا کہ اُن کا مال اور اُن کی اولاد اُنہیں کوئی فائدہ نہ دے سکے گی۔فرعون کی طرح اُن کا بھی بدترین انجام ہوگا۔اُن کے سامنے بدر کی مثال موجود ہے۔ اِس معرکہ میں سرفروشوں کی چھوٹی جماعت نے اپنے سے کہیں بڑی جماعت کو شرمناک ہزیمت سے دوچار کیا اور اُسے دیکھنے والوں کے لیے عبرت بنا دیا۔

آیات ۱۴ تا ۱۷

دنیا بمقابلہ آخرت

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ دنیا میں انسان کے امتحان کے لیے کچھ خواہشات کی محبت اُس کے لیے مزین کردی گئی ہے۔ یہ عورتوں، بیٹوں، سونے چاندی کے جمع کیے گئے خزانوں، خاص نسل کے گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتوں کی محبت ہے۔ اِن سب کا تعلق اِس عارضی دنیا کی آسائشوں سے ہے۔ اللہ کے پاس اپنے محبوب بندوں کے لیے ہمیشہ ہمیش کے باغات ہیں جن کے دامن میں نہریں رواں ہوں گی اور اُن کے لیے پاکیزہ جوڑے ہوں گے۔سب سے بڑھ کر اللہ کی خوشنودی کی نعمت ہے جو اُنہیں حاصل ہوگی۔اللہ اپنے اُن بندوں کی پاکیزہ محنتوں سے خوب واقف ہے جو اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں :

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

”اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لے آئے پس تُو ہمارے گناہوں کو بخش دے
اور ہمیں بچالے آگ کے عذاب سے“۔

یہ بندے دین کی خاطر ڈٹ جانے، سچائی پر قائم رہنے والے، اللہ کے سامنے عاجز رہنے والے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے اور سحر کے وقت اللہ سے بخشش مانگنے والے ہیں۔

آیت ۱۸

اللہ کی شانِ خاص ...... قیامِ عدل

اِس آیت میں جلالی اسلوب میں اللہ نے فرمایا کہ وہ خود اِس پر گواہ ہے کہ اُس کے سوا کوئی

معبود نہیں۔ یہ گواہی فرشتوں اور تمام صاحبانِ علم نے دی۔ اللہ کی خاص شان یہ ہے کہ وہ عدل قائم کرنے والا ہے۔

آیت ۱۹

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اللہ کی فرمانبرداری۔ صرف دینِ اسلام ہی زندگی کے انفرادی واجتماعی تمام گوشوں کے بارے میں ہدایات دیتا ہے، لہٰذا صرف اِسی کے ذریعہ اللہ کی مکمل فرمانبرداری ممکن ہے۔ اہلِ کتاب بھی اِس حقیقت کو جانتے ہیں کہ اُن کے مذاہب کی تعلیمات نامکمل اور تحریف شدہ ہیں لیکن وہ جان بوجھ کر اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہوئے اسلام کی مخالفت کررہے ہیں۔ اللہ جلد اِن ظالموں سے حساب لینے والا ہے۔

آیت ۲۰

اسلام کا راستہ ہی ہدایت کا راستہ ہے

اِس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ جو لوگ حق آنے کے باوجود آپ ﷺ سے بحث ومباحثہ کریں، اُن کے سامنے اعلان کردیجئے کہ میں اور میری اتباع کرنے والوں نے اپنے سر جھکا دیے ہیں اللہ کے احکامات کے سامنے۔ اب اگر تم بھی یہی روش اختیار کرو تو ہدایت کے راستہ پر آجاؤ گے۔ اگر وہ یہ دعوت قبول نہ کریں تو اے نبی ﷺ آپ کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے۔ اِس کے بعد لوگوں کا حساب لینا اللہ کے ذمہ ہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۵

اہلِ کتاب کے جرائم

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اہلِ کتاب اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔ اُنہوں نے انبیاء کرامؑ اور عدل کے مطابق فیصلہ کرنے والوں کو ناحق قتل کیا۔ اللہ کے احکامات کے مطابق اپنے معاملات کے فیصلے قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اِن بداعمالیوں کی وجہ یہ خوش فہمی ہے کہ ہمیں

جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی مگر صرف چند دن ۔ اِس خوش فہمی نے اُنہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔اُن کی نیکیاں اللہ نے برباد کردیں۔اُن کے لیے روزِ قیامت وہ حسرتناک دن ہوگا جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور اُنہیں اُن کے کیے کا پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا۔

آیات ۲۶ تا ۲۷

اللہ کی عظمتوں کا بیان

اِن آیات میں نبی کریم ﷺ کو اللہ کی عظمتیں بیان کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔اللہ ہی کے اختیار میں کائنات کی مکمل بادشاہی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔اُس کے ہر فیصلہ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور دن کو رات میں ۔مُردہ کو زندہ کرتا ہے اور زندہ کو موت دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بغیرِ حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

آیت ۲۸

مومن کافروں کو مومنین کے مقابلہ میں دوست نہ بنائیں

اِس آیت میں منع کیا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کافروں کو دیگر اہلِ ایمان کے مقابلہ میں دوست نہ بنائیں۔ جس نے یہ حرکت کی اُس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں ۔البتہ اگر جان کو خطرہ ہو تو ظاہری طور پر دوستی کی جاسکتی ہے۔البتہ اِس کی اجازت نہیں کہ کفار کے ڈر کی وجہ سے اُن کے ساتھ مل کر اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کسی مہم میں شامل ہو جائیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ بجائے کفار کے اللہ سے ڈرو۔ وقتی طور پر جان بچالو تو بھی کیا فرق پڑے گا، آخر کار اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آیات ۲۹ تا ۳۰

اللہ انسان کے ظاہر و باطن سے واقف ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ انسان اپنے جی کی بات ظاہر کرے یا پوشیدہ رکھے اللہ اُسے

جانتا ہے۔ روزِ قیامت انسان کے تمام اعمال اُس کے سامنے آجائیں گے۔ گناہ گار انسان اپنے نامہ ٔاعمال سے دور بھاگنا چاہے گا۔ اللہ بندوں پر مہربان ہے اِسی لیے آخرت میں ہونے والے واقعات بیان کرتا ہے تاکہ بندے اُس دن کی رسوائی سے بچنے کا سامان کریں۔

آیت ۳۱

اللہ کی محبت اتباعِ رسول ﷺ سے حاصل ہو گی

اتباعِ رسول ﷺ کے حوالے سے یہ بڑی اہم آیت ہے۔ فرمایا گیا کہ اگر تمیں واقعی اللہ سے محبت ہے تو زندگی اللہ کے رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے گزارو۔ اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔ اتباعِ رسول ﷺ کے جن گوشوں کو قرآنِ حکیم نے نمایاں کیا ہے وہ ہیں اللہ کے احکامات کے سامنے سر جھکانا (سورہ ٔ آلِ عمران آیت 20)، اللہ کی بندگی کی طرف دعوت دینا (سورہ ٔ یوسف آیت 108) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (سورہ ٔ توبہ آیت 117)۔ ہماری اکثریت کی توجہ اتباعِ رسول ﷺ کی طرف ہے ہی نہیں اور جن کی توجہ ہے اُنہوں نے بھی اِسے عام معمولاتِ زندگی تک محدود کر رکھا ہے۔

آیت ۳۲

اطاعتِ رسول سے اعراض کفر ہے

اِس آیت میں حکم دیا گیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا کہا مانو۔ جس نے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے اعراض کیا تو حقیقت کے اعتبار سے ایسے لوگ کافر ہیں اور اللہ اِن کافروں کو پسند نہیں فرماتا۔

آیات ۳۳ تا ۳۶

آلِ عمران پر عنایتِ ربّانی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ اور آلِ عمران کو تمام جہانوں والوں میں سے چن لیا۔ حضرت عمران کی زوجہ نے اللہ کی بارگاہ میں نذر مانی کہ وہ اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کو خدمتِ دین کے لئے اللہ کی راہ میں وقف کر دیں گی۔ اُن

کے ہاں ولادت ہوئی تو حیرت سے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرے ہاں بچہ کے بجائے بچی کی ولادت ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتے تھے کہ کون پیدا ہوا ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ بچہ کہاں ہوسکتا تھا ایسی نیک بخت بچی کی طرح! والدہ نے بچی کا نام مریم رکھا اور اللہ سے دُعا کی کہ وہ اِس بچی اور اِس کی اولاد کو مردود شیطان کے حملوں سے اپنی حفاظتِ خاص عطا فرمائے۔ اللہ نے بچی کی صورت میں نذر قبول فرمائی اور ہیکلِ سلیمانی میں حضرت زکریاؑ کو بچی کی پرورش اور تربیت کی سعادت عطا کی۔

آیات ۳۷ تا ۴۱

حضرت یحییٰؑ کی معجزانہ ولادت

اِن آیات میں یہ واقعہ بیان ہوا کہ حضرت زکریاؑ جب بھی حضرت مریم کے لئے مخصوص حجرہ میں جاتے تو اُن سے علم وحکمت کے گراں قدر کلمات سن کر حیران ہو جاتے۔ ایک روز اُنہوں نے حضرت مریم سے پوچھ ہی لیا کہ رشد و معرفت کا یہ فیض اُن کے لیے کہاں سے جاری ہوا ہے؟ حضرت مریم نے جواب دیا:

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

''یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے بغیرِ حساب رزق عطا فرماتا ہے''۔

حضرت مریم کے یہ الفاظ سن کر حضرت زکریاؑ وجد میں آ گئے اور برسوں سے دل میں مچلنے والی ایک خواہش اُن کے لبوں پر آ گئی۔ عرض کیا: اے میرے رب! جب تُو حضرت مریم کو اسباب کے بغیر رزقِ روحانی سے فیض یاب فرما رہا ہے تو مجھے بھی باوجود میری کبرسنی اور میری زوجہ کے بانجھ پن کے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد مرحمت فرما۔ بے شک تو ہی دعا سننے اور قبول فرمانے والا ہے۔ ایک روز دورانِ نماز فرشتوں نے اُنہیں حضرت یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت دی۔ حضرت زکریاؑ حیران ہوئے کہ اللہ میرے آنگن میں رونق کیسے بھیجے گا جبکہ میں بوڑھا اور میری بیوی بانجھ ہے۔ غیب سے ندا آئی کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔ حضرت زکریاؑ کو تلقین کی گئی کہ وہ اب شکرانے کے طور پر صبح وشام اللہ کی تسبیح کرتے رہیں۔ حضرت یحییٰ

ؑ کی معجزانہ ولادت کا ذکر عیسائیوں کو یہ باور کراتا ہے کہ معجزانہ ولادت کسی کو معبود نہیں بنا دیتی۔ نہ حضرت یحییٰؑ معبود ہیں اور نہ حضرت عیسیٰؑ جن کی معجزانہ ولادت کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

آیات ۴۲ تا ۴۴

حضرت مریم کی تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت

اِن آیات میں حضرت مریم کو فرشتوں کے ذریعہ تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت کی نوید سنائی گئی۔ شکرانہ کے طور پر اُنہیں اللہ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے اور ہیکل میں اپنے حجرہ میں رہتے ہوئے باجماعت نماز ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ اِن حقائق کا بیان اِس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وحی کے ذریعہ ماضی کے واقعات سے آگاہ کر رہے ہیں۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت اور اُن کے معجزات

اِن آیات میں اللہ کی طرف سے حضرت مریم کے لیے حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ ولادت کی بشارت بیان ہوئی ہے۔ بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بغیر والد کے ہوگی۔ وہ اللہ کا کلمہ ہوں گے یعنی اُن کی ولادت میں اللہ کا کلمہ کُن وہ کردار ادا کرے گا جو بچہ کی ولادت میں والد کا ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی اِس طرح سے پیدائش پر حضرت مریم نے اظہارِ حیرت کیا تو اللہ نے فرمایا کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ دنیا و آخرت میں باعزت اور اللہ کی قربت والے مقام کے حامل ہونگے۔ وہ ماں کی گود میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے معجزانہ کلام کریں گے۔ ادھیڑ عمر میں اُن کی گفتگو اِس لیے معجزانہ ہے کہ جب اُنہیں آسمان پر اٹھایا گیا تو وہ جوانی کی عمر میں تھے۔ جب وہ دنیا میں سیکڑوں برس بعد واپس آئیں گے تو اِسی عمر میں ہوں گے اور پھر رفتہ رفتہ ادھیڑ عمر کو پہنچیں گے۔ اللہ اُنہیں تورات اور انجیل یعنی احکاماتِ شریعت اور حکمت کی تعلیم دے گا۔ اُن کی رسالت صرف بنو اسرائیل کے لیے ہوگی۔ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اُس میں پھونک ماریں گے اور وہ اللہ کے حکم سے اڑنا شروع کردے گا۔ وہ مادر زاد اندھے اور برص کے مریض کو اللہ کے حکم سے شفایاب کریں گے۔ وہ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کریں گے۔ کسی مجمع میں لوگوں کہ

بتادیں گے کہ کیا کھا کر آئے ہو اور خوراک کا کتنا ذخیرہ گھر چھوڑ کر آئے ہو۔

آیات ۵۰ تا ۵۴

حضرت عیسیٰ ؑ کی دعوت اور بنی اسرائیل کا ردِّعمل

اِن آیات میں بنی اسرائیل کے لیے حضرت عیسیٰ ؑ کی دعوت اور بنی اسرائیل کے ردِّعمل کا بیان ہے۔ حضرت عیسیٰ ؑ نے فرمایا کہ میں تورات کے کلامِ الٰہی ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور بعض ایسی چیزوں کو بنی اسرائیل کے لیے حلال ٹھہراتا ہوں جسے اللہ نے اُن کی شرارتوں کی وجہ سے حرام قرار دے دیا تھا۔ اللہ ہی ہم سب کا رب ہے لہٰذا اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو۔ اُس کی نافرمانی سے بچو اور میری اطاعت کرو۔ تم میں سے کون ہے جو اللہ کی خاطر میرا ساتھ دے؟ حواریوں نے کہا ہم اللہ کے ساتھی ہیں یعنی آپ کا ساتھ دے رہے ہیں اللہ کے دین کی نصرت کے لیے۔ اے ہمارے رب! ہم آپ کی نازل کردہ تعلیمات پر ایمان لے آئے اور ہم نے آپ کے رسول ؑ کی پیروی کی۔ پس ہمیں بھی اپنے دین کے گواہوں میں شمار فرما لے۔ پھر بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ ؑ کے خلاف سازش کی اور اُنہیں صلیب دینے کی کوشش کی۔ اللہ نے خفیہ تدبیر کے ذریعہ بنی اسرائیل کی سازش کا جواب دیا اور حضرت عیسیٰ ؑ کو آسمان پر اٹھا لیا۔

آیات ۵۵ تا ۵۸

حضرت عیسیٰ ؑ کا رفعِ آسمانی

اِن آیات میں اللہ نے حضرت عیسیٰ ؑ کو بشارت دی کہ میں تمہیں تمہارے دشمنوں سے محفوظ کر دوں گا اور آسمان پر اٹھا لوں گا۔ دنیا میں تمہارے پیروی کرنے والوں کو تمہارے دشمنوں پر غالب کر دوں گا۔ تمہارے دشمنوں کو دنیا و آخرت میں شدید عذاب دوں گا۔ تم پر ایمان لانے والوں کو اُن کی قربانیوں کا پورا پورا صلہ عطا کروں گا۔

آیات ۵۹ تا ۶۳

حضرت عیسیٰ ؑ کی مثال حضرت آدم ؑ کی طرح ہے

اِن آیات میں حضرت عیسیٰ ؑ کو حضرت آدم ؑ کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح حضرت آدم ؑ

کو اللہ نے بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اِسی طرح حضرت عیسیٰ ؑ کی پیدائش بھی بغیر والد کے ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا کہ یہی حق ہے آپ ﷺ کے رب کی طرف سے۔ البتہ پھر بھی اگر عیسائی حق کو تسلیم نہ کریں تو اُنہیں دعوتِ مباہلہ دیجئے۔ اُنہیں دعوت دیں کہ آؤ ہم سب اپنے پورے خاندان سمیت کھلے میدان میں جمع ہوں اور اللہ سے التجا کریں کہ وہ جھوٹوں پر اپنی لعنت بھیجے۔ اگر عیسائی یہ دعوت قبول نہ کریں تو اللہ ایسے حق کے دشمنوں سے خوب واقف ہے۔

آیات ۶۴ تا ۶۸

اہلِ کتاب کے لیے دعوت

ان آیات میں اہلِ کتاب کو بڑے خوبصورت اسلوب میں دعوت دی گئی ہے۔ اِس دعوت کے نکات حسبِ ذیل ہیں :

1- آؤ ایک مشترکہ حقیقت کی طرف کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

2- حضرت ابراہیمؑ کے اُسوہ کی پیروی کریں جو نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ خالص اللہ کی بندگی کرنے والے تھے۔

3- غور کرو ابراہیمؑ کے راستہ پر چلنے والے ہیں نبی اکرم ﷺ اور اُن پر ایمان لانے والے صحابہ کرامؓ۔

اِن آیات سے معلوم ہوا کہ کسی کو دین کی دعوت دیتے ہوئے ہمیشہ مشترکہ اساسات سے بات کا آغاز کرنا چاہیے۔

آیات ۶۹ تا ۷۱

اہلِ کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو آگاہ کیا گیا کہ اہلِ کتاب خود تو گمراہ ہیں وہ تمہیں بھی گمراہ کرنا چاہتے ہیں یعنی ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اہلِ کتاب کو ملامت کی گئی کہ تم کیوں جانتے بوجھتے اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہو، حق میں باطل کی آمیزش کر رہے ہو اور حق کو

چھپانے کے جرم کا ارتکاب کررہے ہو۔

آیات ۷۲ تا ۷۴

شعوری منافقت ...... یہود کی سازش

اِن آیات میں یہود کی ایک سازش کا ذکر ہے۔اُنہیں اِس بات پر شدید غصہ تھا کہ مسلمان ہونے کے بعد کوئی شخص اِس دین سے نہیں پلٹتا۔اسلام کی اِس ساکھ کو نقصان پہنچانے کے لیے اُنہوں نے طے کیا کہ صبح کے وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ اور شام کے وقت اسلام چھوڑنے کا اعلان کردو۔شاید اِس عمل سے کچھ لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو کر اسلام سے دور ہو جائیں۔ یہ ہے شعوری منافقت کی سازش۔قرآنِ حکیم میں زیادہ تر بیان غیر شعوری منافقین کا ہے جو صدقِ نیت سے مسلمان ہوئے لیکن دین کی ذمہ داریوں سے گھبرا کر اور مال وجان کی قربانی سے گریز کر کے ایمانِ حقیقی کی دولت سے محروم ہو گئے۔اللہ نے یہود سے فرمایا کہ دینِ اسلام حق کی وہ دولت اور نعمت ہے جو پہلے تمہیں ملی تھی اور اب مسلمانوں کو عطا کی گئی ہے۔اِس حق کی بنیاد پر مسلمان روزِ قیامت تمہاری شرارتوں اور سازشوں کے خلاف گواہی دیں گے اور تمہیں اپنے کیے کی سزا مل کر رہے گی۔

آیات ۷۵ تا ۷۷

اہلِ کتاب میں نیک لوگ بھی ہیں

آیت 75 میں فرمایا گیا کہ اہلِ کتاب میں بعض ایسے دیانت دار ہیں کہ اگر اُن کے پاس بطورِ امانت خزانہ رکھ دیا جائے تو لوٹا دیتے ہیں۔گویا دعوت کا اسلوب یہ ہو کہ مخاطب میں موجود خیر کی تحسین کی جائے تا کہ مخاطب کو احساس ہو کہ مسلمانوں میں عدل ہے اور وہ محض ضد کی بنیاد پر کسی گروہ سے دشمنی نہیں کررہے۔البتہ واضح کیا گیا کہ اہلِ کتاب میں سے اکثر خائن ہیں اور ایک دینار کی امانت بھی لوٹانے کو تیار نہیں ہوتے۔اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کا خودساختہ تصور تھا کہ غیر یہودی کے ساتھ زیادتی کے حوالے سے اللہ ہم سے باز پُرس نہیں کرے گا۔اللہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ عہدِ بندگی وفا کرے گا اور اُس کی نافرمانی سے بچے گا تو وہ اللہ کا

محبوب قرار پائے گا۔ اِس کے برعکس جن لوگوں نے اپنے عہدِ بندگی کا دنیا کے حقیر سے مفادات کے عوض سودا کیا، اُن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ روزِ قیامت نہ اُن سے کلام کرے گا، نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی اُن کے گناہوں سزا دے کر اُن سے گناہوں کی آلائش صاف کر کے اُنہیں جہنم سے نکالے گا۔

آیت ۷۸

یہود کا اللہ کی کتاب میں تحریف کرنا

اِس آیت میں یہود کا یہ جرم بیان کیا گیا کہ وہ اللہ کی کتاب پڑھتے ہوئے بعض من گھڑت باتیں اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ بھی اللہ کی کتاب کا حصہ ہیں۔ گویا وہ گھڑی ہوئی باتوں کو اللہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اِس جرم کا ارتکاب ہمارے ہاں بھی علماءِ سوء نے کیا جس کا گلہ اقبال نے یوں کیا :

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

آیات ۷۹ تا ۸۰

نبی کے لیے امکان نہیں کہ وہ شرک کی تعلیم دے

اِن آیات میں اللہ نے تمام انبیاء بالخصوص حضرت عیسیٰؑ کو اِس بہتان سے بری کیا کہ اُنہوں نے لوگوں کو شرک کی راہ دکھائی۔ فرمایا کہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ اپنے کسی بندے کو نبوت پر سرفراز فرمائے، اُسے کتاب اور حکمت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ مجھے یا کسی اور نبی کو یا فرشتوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر دو۔ شرک کے لیے دلیل نہ کسی الہامی کتاب میں ہے، نہ کسی نبی کی تعلیمات میں ہے اور نہ ہی عقل کو اِس کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

آیات ۸۱ تا ۸۲

انبیاء کرامؑ سے عہدِ خاص

اِن آیات میں اُس خصوصی عہد کا ذکر ہے جو اللہ نے انبیاء کرامؑ سے ازل میں لیا تھا۔ اللہ نے

ہر نبی کو پابند فرمایا کہ اگر اُس کی موجودگی میں کوئی ایسا رسول آجائے جو اُس کی تعلیمات کی تصدیق کرتا ہو تو تم اُس پر ایمان لانا اور اُس کا ساتھ دینا۔ تمام انبیاء نے اِس عہد کی پاسداری کا وعدہ کیا۔ اب اگر کوئی شخص کسی نبی پر ایمان کا اقرار کرتا ہے تو وہ بھی اُس عہد کا پابند ہوگا جو اُس کے نبی نے کر رکھا ہے۔ اہلِ کتاب جو اپنے انبیاء پر ایمان کا دعوی کرتے تھے، اُن پر لازم تھا کہ وہ اب آخری رسول ﷺ پر ایمان لائیں اور اُن کا ساتھ دیں۔ آیت **82** میں فرمایا کہ جو کوئی اِس عہد کو وفا نہیں کرے گا ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

آیت ۸۳

پوری کائنات کا دین اسلام ہے

اِس آیت میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ پوری کائنات دینِ اسلام پر عمل پیرا ہے۔ اسلام کے معنی ہیں اللہ کی فرمانبرداری۔ کائنات کی ہر شے مجبور ہے کہ وہ اُس ضابطہ اور قانون کی پیروی کرے جو اللہ نے بنایا ہے۔ انسان کی خیر بھی اِسی میں ہے کہ وہ کائنات کے ساتھ ہم آھنگ ہو کر انفرادی و اجتماعی ہر سطح پر اللہ کی فرمانبرداری کرے۔

آیت ۸۴

ہر نبی پر ایمان لانا ضروری ہے

یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ ایمان صرف اُسی کا اللہ کے نزدیک قبول ہے جو ہر نبی پر ایمان رکھے اور کسی ایک نبی کا بھی انکار نہ کرے۔ نبی اکرم ﷺ کے آنے کے بعد یہ نعمت حاصل ہے صرف امتِ محمد ﷺ کو اور اللہ کے نزدیک صرف امتِ محمد ﷺ ہی کا شمار مومنین میں ہوگا۔ اللہ ہمیں اِس ایمان کے ساتھ عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۸۵ تا ۹۱

اسلام کے سوا اور کوئی دین قابل قبول نہیں

اِن آیات میں واضح اعلان کر دیا گیا کہ اللہ اسلام کے سوا کسی اور دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اسلام قبول نہ کرنے والے خسارے میں ہوں گے۔ اللہ ایسے اہلِ کتاب کو کیسے ہدایت دے جو دلی طور

پر جان چکے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور اُن کا پیش کردہ دین، اسلام ہی برحق دین ہے۔ ایسے ظالموں پر اللہ فرشتے اور پوری انسانیت لعنت بھیجتی ہے۔ اگر اُنہوں نے اِس روش سے توبہ نہ کی تو ہمیشہ ہمیش کے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ روزِ قیامت زمین بھر سونا بھی اگر فدیہ میں دینا چاہیں تو قبول نہ ہوگا اور کوئی اُن کی مدد کو نہ آئے گا۔

حرفِ آخر

تیسرے پارہ میں شامل سورۂ بقرۃ کی آیات ضرورت سے زائد مال کے استعمال کے حوالے سے بڑی اہم ہدایات عطا کرتی ہیں۔ اگر اِس مال کہ ہم اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں تو اپنے لیے عظیم توشہ ٔ آخرت کا سامان کر سکتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ ہم نے اِسے دنیا میں سود کے ذریعہ اضافہ کا ذریعہ بنایا تو دنیا و آخرت کی بربادی ہی ہمارا مقدر بن جائے گی۔

سورۂ آل عمران میں اہلِ کتاب کے عقائد و اعمال کی گمراہیاں ہماری عبرت کے لیے بیان ہوئی ہیں۔ اِن کی روش کی پیروی ہمیں دنیا میں ذلیل اور آخرت میں عذابِ شدید سے دوچار کر دے گی اور ان کی روش سے اجتناب دنیا و آخرت کی سعادتوں کے دروازے کھول دے گا۔ اللہ ہمیں سعادتوں کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سورۂ بقرۃ اور سورۂ آلِ عمران کی عظمت

’’قرآن پڑھا کرو وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا۔ (خاص کر) ’’زہراوین‘‘ یعنی اِس کی دو اہم نورانی سورتیں البقرۃ اور آلِ عمران پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لیے اِس طرح آئیں گی جیسے کہ وہ ابر کے ٹکڑے ہیں، یا سائبان ہیں، یا صف باندھے پروں کے پر ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی۔ پڑھا کرو سورۂ بقرۃ کیونکہ اِس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے اور اِس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے اور اہلِ بطالت اِس کی طاقت نہیں رکھتے (یعنی حق کے دشمن اِس سورۂ مبارکہ کی برکات سے محروم رہیں گے)۔